رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی ۞ انڈیا سے باہر پانچ روپیہ (صفحہ)

جلد (۱۳) | قادیان مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۲ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۷ھ | نمبر (۱۴۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لالہ دیوانچند صاحب تحصیلدار ٹبالہ کا تبادلہ

ہماری تحصیل ٹبالہ کے تحصیلدار لالہ دیوانچند صاحب کا تبادلہ ۷ مارچ سنہ ۲۹ء کو چونیاں ضلع لاہور میں ہوگیا ہے۔ ممکن ہے کہ لالہ صاحب موصوف کو اس تبادلہ سے کوئی خوشی ہوئی ہو۔ لیکن تمام تحصیل ٹبالہ کو عموماً اور ہم کو خصوصاً ایسے ہر دلعزیز اور شریف النفس اور نیک دل حاکم تحصیل کے چلے جانے کا از حد رنج ہے۔ صاحب موصوف قریباً سوا چار سال ٹبالہ میں تعینات رہے۔ آپ نے اس تمام عرصہ میں جس حسن اخلاق اور قابلیت سے تمام علاقہ ٹبالہ کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ وہ کسی شخص کے دل سے محو نہیں ہو سکتا۔ آپ نے ہندو مسلم کا سوال کبھی خیال ہی میں نہیں آنے دیا۔ ایسے افسروں کا وجود رعایا کے لئے نہایت ہی بابرکت اور گورنمنٹ و رعایا کے درمیان بہترین تعلقات پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ چونیاں والے نہایت خوش نصیب ہیں۔ جن کو ایسا وسیع الاخلاق حاکم ملا ہے۔ آپ کی جگہ جو سردار حکم سنگھ صاحب تحصیلدار تشریف لائے ہیں۔ وہ بھی ہماری اور تحصیل ٹبالہ کی خوش قسمتی سے نہایت نیک مزاج اور با اخلاق افسر ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ سردار صاحب بھی اپنے دوران قیام ٹبالہ میں علاقہ کو اپنا ممنون و مشکور کر لیں گے۔ مرکزی جماعت احمدیہ قادیان نے ۷ مارچ کو لالہ صاحب موصوف کے تشریف لے جانے پر اور سردار صاحب ممدوح کے تشریف لانے پر خیر مقدم کی ایک دعوت دی۔ اور ہر دو معزز افسران نے ہماری دعوت کو قبول فرما کر جماعت احمدیہ کو شکریہ کا موقعہ بخشا۔ ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے لالہ صاحب موصوف کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ہم سب کو ہمیشہ اپنا ممنون رکھا۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آپ کو جلد از جلد ترقی عطا فرما کر ای۔ اے۔ سی کے عہدہ پر فائز کرکے پھر ضلع گورداسپور میں تشریف لانے کا موقعہ بخشے آمین۔ اور سردار صاحب ممدوح کا تمام جماعت احمدیہ قادیان خیر مقدم کرتی ہوئی دعا کرتی ہے۔ کہ آپ کا زمانہ قیام ٹبالہ نہایت خوش اسلوبی اور ہر دلعزیزی اور خوشنودی حکام کے ساتھ گذرے۔

ناظرین فاروق کو عید مبارک

ایڈیٹر فاروق

گذارش بخدمت خریداران فاروق

فاروق ٹھیک تاریخ پر ہر ہفتہ عین ڈاکخانہ کے کھلنے کے وقت ڈاکخانہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اور ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکخانہ میں بعض پرچے اخبار کے ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی خریدار کو ٹھیک وقت پر یعنی ہر ہفتہ ہمیشہ پہنچا کرتا تھا۔ فاروق نہ پہنچے تو اسکی ایک شکایت بغیر ٹکٹ لگائے پوسٹماسٹر جنرل ڈاک خانجات پنجاب لاہور کو دیدیں۔ اور ممکن ہو تو فاروق کو اطلاع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل توجہ ڈائرکٹر جنرل بہادر ڈاک خانجات انڈیا

سب پوسٹ ماسٹر قادیان کی چیرہ دستیاں

سلکھن سنگھ کلرک ڈاکخانہ کی اشتعال انگیزیاں

ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکخانہ جات اور سپرنٹنڈنٹ ڈویژن کی آمد

سے

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ناظرین کرام آپ کو پیشتر ازیں ڈاک خانہ قادیان کی بدعنوانیوں اور بے قاعدگیوں پر سپرنٹنڈنٹ بہادر کے جانبدارانہ رویہ کی تفصیل سے کچھ آگاہ کیا جا چکا ہے۔ اب آپ کو شائد گمان ہوگا۔ کہ اس قدر مسلسل چیخ و پکار اور آہ زاری جو شکایت ناموں اور اخباروں اور ملاقاتوں کے ذریعہ بڑے زور و شور سے کی گئی ہے ضرور کارگر ثابت ہو کر آئندہ تمام شکایات بالکل نہیں۔ تو کچھ نہ کچھ ضرور رفع ہو گئی ہو گی۔ کیونکہ پچھلے دو ہفتے تک تو انسپکٹر ڈاک خانجات کم و بیش قادیان کے دورے پر رہے۔ پھر دو مرتبہ سپرنٹنڈنٹ بہادر بھی خود تشریف لائے۔ اور تین چار روز مسلسل قیام رکھا۔ بالآخر ان کے بڑے افسر ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل بھی پوسٹ ماسٹر جنرل کے خاص حکم کے ماتحت [illegible] کے واسطے دو تین گھنٹوں کے لئے قادیان تشریف لائے۔ اتنی بڑی اور اعلیٰ ہستیوں کی حرکت بھی افسوس کا مقام ہے کہ تا حال ہمارے لئے مفید نہیں۔ بلکہ زیادتی تکلیف کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ وہ شکایات جو پہلے تھیں اپنی بڑھتی ہوئی [illegible] کے ساتھ اب بھی [illegible] ہیں۔ اور ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ہم نے اپنے پہلے مضمون میں لکھا تھا۔ کہ

> کہنا پڑا ہے۔ کہ ؎
>
> وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

اندریں حالات یہ تو کوئی بھی تسلیم نہ کرے گا۔ کہ ڈاک خانہ قادیان کے موجودہ سٹاف کو اپنے افسران بالا کا ڈر نہیں رہا۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ ان کو ڈر ہے۔ اور ضرورت سے زیادہ ڈر ہے۔ ہاں ہمارے معاملہ میں اس سٹاف کی اس قدر دیدہ دلیری اور جرأت اور روزمرہ کی ستم ظریفی ایک انسان کو اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ جو کچھ بھی ان سے سرزد ہو رہا ہے۔ وہ کسی خاص ایما اور منشاء اور اشارہ کے ماتحت ہے۔ منٹوں کا کام دنوں میں بھی مشکل سرانجام دیا جاتا ہے۔ ہمارے پیکٹ قواعد ڈاک خانہ کے ماتحت بیرنگ نہ ہو سکنے والے نہایت بیدردی سے بیرنگ کر دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو خیال ہو گیا ہے۔ کہ بیرنگ کرنے میں ڈاک خانہ کی آمد بڑھتی ہے۔ اس لئے بوجہ مالی فائدہ ہونے کے ڈاک خانہ کا ڈیپارٹمنٹ جو ایک طرح کی کاروباری فرم سمجھی جانی چاہیئے خوش ہوتا ہے۔ کہ فلاں ڈاک خانہ کا سٹاف نہایت ہوشیار اور مستعد ہے۔ کہ جائز ناجائز کچھ نہیں دیکھتا۔ اور ڈیپارٹمنٹ کی آمدنی بڑھاتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ سابق واقعات سے مترشح ہوتا ہے محکمہ ڈاکخانہ کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ پبلک کا روپیہ جائز طور پر حاصل کیا ہے یا ناجائز طور پر چھین لیا گیا ہے۔ البتہ افسران بالا کی عدم توجہی اور لاپروائی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب کی حد درجہ کی جانبدارانہ کارروائیوں سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے فرائض میں پبلک کی شکایات کی حقیقی طور پر شنوائی کرنا داخل نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر پوسٹل سٹاف کے اس طرح ناجائز حصول مال پر پبلک شکایت کرنی شروع کرے۔ تو معاملہ اپنے ہاتھ میں لے کر رفع دفع کر دیا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو شکایت کنندہ پر ہی الزام قائم کر کے وصول شدہ پیسوں کو محفوظ کرنے کی کوشش کرو۔ اور پبلک کو ایک پیٹنٹ جملہ لکھ کر ٹھنڈا کر دیا کرو۔ کہ چونکہ غلطی آپ کی تھی۔ اس لئے آپ کو تکلیف ہوئی۔ اور ہمکو آپ کی اس تکلیف کا افسوس ہے۔

پس ان حالات میں سے گذر کر ہم یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اور علی وجہ البصیرت ببانگ دہل کہنے کو تیار ہیں۔ کہ ڈاک خانہ کے خلاف پبلک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کسی شکایت کی اس منصفانہ طور پر افسران ڈاک خانہ شنوائی اور فیصلہ نہیں کر سکتے۔ جس طریق کو عام اصول دنیا کے ماتحت منصفانہ کہا جاتا ہے۔ ہاں اگر ڈاک خانہ کا کوئی اپنا نقصان ہو۔ تو اس پر فوراً کارروائی ہوتی ہے۔ اور ضرورت پڑے۔ تو موقوفی و معطلی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جاتا ہے۔ مگر پبلک کے متعلق اس قسم کی شکایات پر بجائے تنزلی کے ترقی کر کے خوشنودی کا سارٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔

علاوہ کتاب گھر کی دو اہم شکایتوں کے جن کا معقول جواب اب تک محکمہ ڈاک خانہ سے نہیں بن سکا دیگر بیسیوں شکائتیں کی گئیں۔ عرض کیا گیا۔ کہ اخبار الفضل جیسے اہم آرگن کو عمداً یہ ڈاکخانہ دو دو روز تک روک رکھتا ہے۔ حالانکہ یہی اخبار ۸ ماہ قبل باوجود موجودہ تعداد سے زیادہ ہونیکے برابر ڈسپیچ ہوتا رہا۔ مگر ڈاک خانہ کے ایڈووکیٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر کی سرکار سے جواب ملتا ہے چونکہ کام بہت تھا۔ اس لئے روک لیا گیا۔ اور خود اپنی موجودگی میں رکوا کر دکھا دیا۔ کہ عملہ ڈاک خانہ قادیان کی طاقت سے اخبارات کی روانگی باہر ہے۔ اس کے بعد تو پھر ڈاک خانہ قادیان کے سٹاف کو پورا حوصلہ ہو گیا۔ کہ ایسے خلاف ضابطہ عذر بتا کر جب چاہیں اخبار یا دوسری ڈاک کو روک لیا کریں۔ حالانکہ تیس سال سے آج تک تو کبھی زیادتی کام کی ایسی شکایت نہیں ہوئی۔ جس سے اخبار روک لئے جاویں۔ مگر صرف ایک ماہ کے اندر اندر پانچ چھ مرتبہ اخبارات کو روک لیا گیا سپرنٹنڈنٹ کے ایسے معقولیت سے دور جوابات سے ان کی حقیقی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔ پھر کئی سو چٹھی دعوت و تبلیغ کی بیرنگ کی گئی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو فرمایا کہ جب باقاعدہ درخواست آئیگی۔ تو جواب دیا جاویگا۔ پھر اس اہم معاملہ کو ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ تو جواب ملا۔ کہ یہ معاملہ کچھ شبہ سا ہے۔ اس لئے ڈائرکٹر جنرل بہادر سے ایسے معاملہ کے متعلق دریافت کیا گیا ہے۔ مشتبہ حالات میں بجائے اس کے کہ شبہ کا فائدہ پبلک کو دیا جاتا۔ خود ڈاکخانہ نے ناجائز طور پر اٹھا لیا۔ غرضیکہ اس قسم کے دفع الوقتی والے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ پوسٹل محکمہ کے کورس میں یہی جواب داخل ہیں۔ جس میں ان کو ٹریننگ کیا جاتا ہے۔ پس ان حالات میں انصاف اور دادرسی کی محکمہ ڈاک خانہ سے توقع رکھنا سراسر حماقت اور سادگی سمجھی جائیگی۔

ڈاک خانہ قادیان کا اشتعال انگیز رویہ

اگرچہ کئی مرتبہ ڈاک خانہ قادیان کی بدسلوکی کے متعلق انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ بہادر کو جتایا جا چکا ہے مگر حسب معمول انہوں نے ہماری اس شکایت سے بھی دوسرے معاملات کا سا سلوک کیا۔ جس کا نتیجہ اب یہ ہے۔ کہ پوسٹل سٹاف قادیان بیباک ہو کر اشتعال انگیزی اور بدسلوکی میں اور بڑھ گیا ہے۔

چنانچہ حال ہی میں ۲۵/۳ کو سلکھن سنگھ کلرک نے کتاب گھر کو چھیڑ خانی کے طور پر پیغام بھیجا۔ کہ ۲½ سو روپیہ لے لو۔ اور مقدمہ نہ کرو۔ چونکہ وہ پیغام سلکھن سنگھ نے بارہ بجے دوپہر کے وقت بھیجا۔ اس لئے کتاب گھر والوں نے اس کو کچھ وقعت نہ دی۔ کیونکہ بارہ بجے دوپہر کو سلکھن سنگھ کی طرف سے آیا ہوا پیغام وہ حیثیت نہیں رکھتا جو ایک ذی ہوش انسان کا پیغام رکھتا ہے تاہم یہ غیر شریفانہ ٹھٹھا اور مذاق بجز اس کے کہ اشتعال پھیلا کر کوئی بدنتائج پیدا کرے۔ اور کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اور اس قسم کے ناخوشگوار واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کے ذمہ دار خود افسران بالا ڈاک خانہ ہونگے۔ جن کی شہ اور پشت پناہی پر یہ پبلک سرونٹ ہو کر اس قدر شوخی اور دریدہ دہنی پر تلے ہوئے ہیں۔ اور یہ شوخی اور دلیری بیّن ثبوت ہے اس امر کا کہ افسران بالا ڈاک خانجات ہماری شکایتوں کو جو نہایت وزنی اور معقول ہیں پرِ پشہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔

یہی سلکھن سنگھ وہ شخص ہے۔ جس کی وجہ سے الفضل کے ڈسپیچ میں غیر معمولی طور پر تاخیر ہو کر تمام جماعت کو تکلیف ہوتی رہی۔ اب ہماری متواتر شکایات پر کسی حکمت عملی کے ماتحت اس سلکھن سنگھ کو ادھر سے رجسٹریشن میں تبدیل کر دیا ہے۔ جہاں وی۔ پی وغیرہ ہوتے ہیں۔ جہاں آکر وہ برملا کہتا رہتا ہے۔ کہ ڈسپیچ والا مورچہ تو فتح کر چکا ہوں۔ اور اب یہ مورچہ فتح کرنے پر مقرر ہوا ہوں۔ چنانچہ اتنی اعلیٰ ہستیوں کی آمد کے بعد الٹا اثر یہ شروع ہوا ہے کہ الفضل کے وی پی جو چند ماہ پیشتر سپیشل جرنل کی بدولت چار چار پانچ پانچ سو روزمرہ بک ہوتے تھے اور افسران بالا کی تشریف آوری سے پہلے نہایت تکلیف سے تمام دن میں بمشکل پچاس ساٹھ ہوتے تھے۔ اب ایک دن تو سلکھن سنگھ فاتح مورچہ ڈسپیچ نے تین چار وی پی بھی بغیر کسی نقص کے واپس کر دیئے حالانکہ وہ وی پی پونے بارہ بجے بھیجے گئے۔ اور ایک بجے تک آدمی کھڑا رہا۔ مگر اس سے نہ لئے۔ اور آدمی واپس چلا آیا۔ اور اب روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ الفضل کا آدمی وی پی کا گٹھا ڈاک خانہ میں لے جاتا اور چند گھنٹوں کے بعد نصف سے زیادہ واپس لے آتا ہے۔ اسی طرح سلکھن سنگھ فاروق کے ایک ایک دو دو وی پی بلاکسی وجہ کے ہر روز واپس بھیج دیتا ہے۔ تاکہ اور نہیں تو وی پی لانے والے کو بار بار آنے جانے کی تکلیف ہو۔ اور ڈاک خانہ کا وقت نکل جائے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ افسران ڈاک خانہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ ہم نے چھ سات ماہ مسلسل تکلیف اٹھا کر سب شکایت کھولے۔ تو اس پر افسران بالا کا ہم سے ناراض ہو جانا چہ معنے دارد۔ افسران بالا پر آخر کچھ نہ کچھ پبلک کے حقوق بھی ہیں۔ جن کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے۔ نہ کہ اپنے صیغہ کے آدمیوں کی بیجا حمایت و طرف داری ہی کرتے رہیں۔

اسی سلکھن سنگھ کی اشتعال انگیزی کی ایک اور مثال سنئے۔ کہ ۷ مارچ کو سب پوسٹ ماسٹر قادیان نے اسی سلکھن سنگھ کو معہ ایک اور کلرک کے محلہ دارالفضل میں بھیجا۔ تاکہ وہ لیٹر بکس فاروق کے دفتر کے پاس شارع عام

(باقی بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انقلاب افغانستان
اور
مسلمانان ہندوستان
نمبر (۴)

(✻)

مجھے خوشی ہے کہ اس سلسلہ مضامین کو پسند کیا گیا ہے۔ اور قارئین کرام محسوس کرتے ہیں۔ کہ وہ افغانستان کی صحیح حالت کو سمجھنے کے قابل ہو سکے ہیں۔ اور یہی میرا مدعا تھا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان اپنا طریق عمل تجویز کرتے وقت صحیح واقعات کو نظر انداز کر کے کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں۔ جو افغانستان کے لئے نادان دوست کا ثابت ہو۔ اگرچہ مجھے شبہ ہے۔ کہ میں اس مقصد میں کامیاب ہو سکوں۔ لیکن الدین نصیحۃ کی تعمیل میں ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ایسے نازک وقت پر جبکہ ایک اسلامی حکومت کی

زندگی اور موت کا سوال ہے

اپنی آواز بلند کرے۔ اس لئے میں مسلمانانِ ہندوستان کو متنبہ کرتا ہوں۔

آتش افتاد ست در خرمن بخیز بدائے بلاں

دیدنش از دور کار مردم دیندار نیست

اس آگ کو فرو کرنے کا عزم کرو۔ اس پر تیل ڈالنے کا راستہ اختیار نہ کرو۔ اس وقت تک جو تجاویز بعض جرائد پیش کر رہے ہیں۔ وہ افغانستان کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اس کے لئے ہی مضرت رساں نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی یقیناً نقصان پہنچائینگی

جنرل نادر خاں کا مشن

افغانستان کے انقلاب کے سلسلہ واقعات میں نیا دور جنرل نادر خاں کے ہندوستان آنے سے شروع ہوا ہے۔ جنرل نادر خاں کے متعلق اس انقلاب کے ابتداء ہی میں خبریں شائع کی گئی تھیں۔ کہ ماسکو کے راستہ قندھار پہنچ گئے۔ اس خبر کو خوب شہرت دی گئی۔ اور اس کی تائید میں عجیب و غریب کہانیاں گھڑی گئیں۔ لیکن بالآخر وہ سب غلط ثابت ہوئیں۔ اور جنرل نادر خاں اب ہندوستان پہنچے ہیں۔ پھر باوجودیکہ جنرل نادر خاں نے جہاز کے اترنے کے وقت سے لیکر اب تک بھی امان اللہ خاں کے متعلق یا بچہ سقہ کے متعلق کوئی لفظ اپنی زبان سے نہیں نکالا۔ مگر پھر بھی یہ امر مشتہر کیا گیا۔ کہ وہ سیدھے قندھار جا رہے ہیں۔ اور امان اللہ خاں کی حمایت میں جا رہے ہیں۔ افغانستان کا تاج و تخت دوبارہ ان کو دلائیں گے۔ جنرل نادر خاں کا اپنا قلمی مکتوب اخبارات میں شائع ہو چکا ہے جس کے متعلق وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اسی لئے لکھ دیا تھا۔ کہ کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ انہوں نے پشاور میں اس سوال کے جواب میں کہ

آپ کی ذاتی ہمدردی امان اللہ خاں کے ساتھ ہے یا حبیب اللہ خاں کے

صاف صاف کہا۔ کہ "اس کا جواب دینا مناسب نہیں۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ امن قائم کرنے کے لئے جو کوششیں ہم کرنا چاہتے ہیں ان میں خلل واقع ہو۔ ہم تو افغانستان میں امن قائم کرنے کے خواہشمند ہیں"

اس مقصد کو انہوں نے اپنی کسی تقریر میں نظر انداز نہیں کیا۔ انہوں نے ساحل ہند پر قدم رکھتے ہی یہ بھی کہدیا تھا۔

"میں محض امن قائم کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ اور کہیں اپنا کوئی ذاتی سوائے اپنے ملک اور مذہب کی خدمت کرنے کے میرا اور کوئی مقصد نہیں۔ تاکہ میں خدا کی مدد سے ملک کو اس جنگ سے نجات دلاؤں"

جنرل نے قندھار جانے کے سوال کو بھی صاف کر دیا تھا۔ جبکہ اس نے کہا۔ کہ

"مجھ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ میں قندھار جاؤں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میرے اس کہنے پر کہ میں اپنے ملک کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے احباب مجھ پر اعتماد کرینگے۔ اور مجھے موقعہ دینگے۔ کہ جو راستہ مجھے بہترین نظر آئے۔ اسے اختیار کروں"

غرض جنرل نادر خاں نے اپنے بیانات میں ساحل ہند سے لیکر پشاور تک اپنا ایک ہی مقصد اور میرے خیال میں نہایت ہی مبارک مقصد یہ پیش کیا ہے۔ کہ

ہماری واحد آرزو یہ ہے۔ کہ افغانستان میں جلد سے جلد امن قائم ہو۔ اس کی تمام خانہ جنگی اور بدامنی دور ہو جائے۔ ان حالات میں اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کرنا نہایت بے وقوفی ہوگی۔

صلح کیلئے جنگ لازمی ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ جنرل نادر خاں نے جو مشن پیش کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی ہدایت و ارشاد کے موافق ہے۔ دو لڑنے والے مسلمانوں میں پہلی چیز صلح ہی کی تحریک ہے۔ نادر خاں جو اپنے ملک اور قوم کو سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ آتش جنگ

افغان اور افغانستان کو تباہ کر دیگی

اور افغانستان کو ترقی کے راستہ سے بہت دور لے جائیگی (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) اس لئے وہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے ملک کو اس سے بچائے۔ مگر نادر خاں کے آنریری مشیر ہندوستانی مسلمانوں کے جرائد اسے صلح نہیں جنگ کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور ایک پاک مقصد سے ہٹا کر

ایک خونی منظر پیدا کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں

میرے نقطہ خیال سے صلح اور امن کے لئے بھی جنگ ناگزیر نظر آتی ہے۔ یہ آنریری مشیر ایسے حالات پیدا کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جنگ لازمی ہو جاوے وہ وقت دور نہیں۔ کہ وہ ہی اخبارات جو اب تک جنرل نادر خاں کی شان میں مدحیہ قصائد پیش کرتے رہے ہیں۔ اور اس کی واپسی کو گزشتہ امن کی واپسی یقین کرتے آئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ اس کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوں۔ اور اس کے آثار ابھی سے نظر آنے لگے ہیں۔ اور اس کی پیٹھ اس خبر سے جمائی گئی ہے۔ کہ

جنرل نادر خاں کا بھائی ہاشم خان
امان اللہ کا مخالف ہے

ہیں اس قسم کی خبروں کو جنرل نادر خاں کے متعلق ہندوستانی اخبارات کی آئندہ طرز عمل کا ایک نقش سمجھتا ہوں۔ مجھے اس سے بڑھ کر خوشی نہ ہوگی۔ کہ میرا یہ قیاس غلط ثابت ہو۔

بہرحال اس میں شبہ نہیں کہ جنرل نادر خاں ایک پاک مقصد لے کر آیا ہے۔ اور اگر ہم نے اس کے اس مقصد میں مدد نہ دی۔ جیسا کہ حالات بتا رہے ہیں کہ اسے صلح کی طرف نہیں بلکہ جنگ کی طرف کھینچا جا رہا ہے۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ افغانستان اس تباہ کر دینے والی آگ میں کود پڑے۔

نادر خاں اور امان اللہ خان کے تعلقات

یہ کوئی پوشیدہ راز نہیں کہ نادر خاں اور امان اللہ خاں کے تعلقات اچھے نہ رہے تھے۔ جنرل نادر خاں نے افغانستان کی آزادی اور استقلال میں جو پارٹ پہلے کیا ہے وہ افغانستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ ۱۹۱۹ء کی جنگ آزادی میں کامیابی کا تاج جنرل نادر خاں ہی کی تدبیر اور تدبر اور عملاً جان بازی سے حاصل کیا گیا تھا۔ وہ اپنے اخلاق اور اعمال کے لحاظ سے افغانستان میں ہر دلعزیز ہو رہا تھا۔ اور

اے روشنیٔ طبع تو برمن بلا شدی

کا مصداق ہو کر حسرت دیاس سے اسے افغانستان ترک کرنا پڑا۔ نادر خاں پیرس میں اپنی خوشی سے نہیں بیٹھا تھا۔ وہ اپنے ملک کا ایک وفادار سپاہی اور جان باز فرزند ہے۔ امان اللہ خاں اس کی ہر دلعزیزی اور قابلیت اور قوت کو شک و شبہ کے بغیر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور محمود طرزی جیسا شاطر انسان نادر خاں کی موجودگی کو کب گوارا کر سکتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نادر خاں کی خدمات سے افغانستان محروم ہو گیا۔

اب جبکہ خانہ جنگی نے حالات میں تبدیلی پیدا کر دی۔ اور امان اللہ خاں اپنے تخت کو سنبھال نہ سکا۔ تو نادر خاں کی یاد نے برقی پیامات کی صورت اختیار کی۔

کچھ تعجب نہیں افغانستان کے ہوا خواہوں نے ملک اور قوم کے مفاد کے لئے اور امان اللہ خاں نے اپنی امداد کے نقطہ نگاہ سے جنرل موصوف کو واپس بلایا ہو۔ اور نادر خاں ایسا محب ملک ہے جو امان اللہ خاں کے سفر یورپ کے وقت باوجود ان کے اصرار کے اپنے وطن کو نہیں لوٹا تھا اب بیقرار ہو کر چلا آیا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ کوئی صورت امن پیدا ہو جاوے

بہرحال

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ نادر خاں اور امان اللہ خاں کے تعلقات کشیدہ تھے۔ جنرل نادر خاں کیمتعلق یہ بدگمانی سراسر ظلم ہوگا۔ کہ

کسی جنگ کا حامی ہے

یا ملک کے مفاد کے لئے وہ اپنی انتقامی سپرٹ کو قربان نہیں کر دیگا۔ وہ ایک بہادر وطن پرست ہے اور ہر قسم کی قربانی سے اپنے ملک کو خطرہ سے بچانے کی کوشش کرے گا۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ اس کی کوششوں سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جائے گا۔

نادر خاں اور جمہوریت

نادر خاں کے متعلق اس خیال کو بھی شہرت دی گئی ہے۔ کہ وہ افغانستان میں جمہوریت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے سردار ہاشم خاں جنرل موصوف کے بھائی نے ایسوشی ایٹڈ پریس کو جو بیان جنرل کا دیا ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ

میرا ارادہ ہے۔ کہ لوگوں کو اپنا بادشاہ منتخب کرنیکی دعوت دوں۔

نادر خان کا یہ خیال سراسر جمہوریت کی تائید میں ہے۔ یہ بھی دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان میں جمہوریت کے خیالات تین سال سے نشو و نما پا رہے تھے۔ اور ایک انقلاب پسند پارٹی پہلے سے موجود تھی۔ جس میں وہ افغان نوجوان شامل تھے جو یورپ سے تعلیم حاصل کر کے آئے تھے۔

اس میں کسی قسم کے شبہ کا موقعہ نہیں۔ یورپ کی آب و ہوا میں جن افغان نوجوانوں نے تربیت پائی ہو۔ وہ امپیریل ازم کے حامی نہیں ہو سکتے۔ وہ افغانستان میں جمہوریت کے زبردست حامی ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ اس لئے کہ

ان کی امیدوں کی انتہا اسی میں ہے

جمہوریت کی صورت میں ہر قابل نوجوان کو صدر بننے کا موقع ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو۔ تو بھی جمہوریت مطلق العنان شاہی پر ترجیح کے قابل ہے۔ مجھے تعجب ہوا کرتا ہے۔ کہ امان اللہ خاں نے سفر یورپ سے یورپین تہذیب کو اخذ کیا۔ اور اپنے ملک میں اسے رواج دینے پر اصرار کیا۔ لیکن اس نے یورپ سے

جمہوریت کا سبق نہ سیکھا

جو اسلامی حکومت کی شان کو دوبالا کر دیتا۔

القصہ نادر خاں جمہوریت کا حامی ہے۔ اور افغانستان کے لئے موجودہ حالات میں جمہوریت کی طرف قدم اٹھانا زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ حالات کس طرف لے جائینگے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ کہ افغانستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں اور خصوصاً ان نوجوانوں میں جو یورپ سے ہو آئے ہیں۔ جمہوریت کی طرف میلان غالب ہے۔

افغان طالب علم یورپ میں

میں نے اپنی سیاحت یورپ میں افغانی طالب علموں کی حالت کا معاینہ کرنا بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اور میں نہایت غور سے ہندوستانی اور افغانی طلباء کی حالت کا اندازہ کرتا رہا۔ میں جب برلن (جرمنی) میں گیا تو تحقیقات کے بعد جس نتیجہ پر میں پہنچا۔ وہ یہی تھا۔ کہ

یہ نوجوان افغانستان میں انقلاب پیدا کرینگے اگر بچہ سقہ یا شنواریوں کے ذریعہ یہ انقلاب نہ پیدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا۔ تو بھی وہ وقت دور نہ تھا۔ کہ

افغانستان میں شاہی اور جمہوریت کی جنگ ہو

اور اب جبکہ حالات نے دوسرے طریق پر پلٹا کھایا ہے۔ افغانستان میں جمہوریت کا سوال ضرور پیدا ہوگا۔ اور یہ سوال بجائے خود ایک دوسرے جنگ کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ پرانے ملا اپنے اقتدار کو ضائع نہیں کرنا چاہتے وہ علماء ربانی کی حیثیت سے تو اقتدار قائم نہیں رکھ سکتے۔ جہالت اور قدامت پسندی کے صدقہ میں اپنی حیثیت قائم رکھ سکتے ہیں۔ لیکن امان اللہ خان نے نوجوانوں کو یورپ بھیج کر جو لہر پیدا کر دی ہے وہ جمہوریت کو قائم کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اور اگر اس وقت یہ تحریک کامیاب نہ ہوئی۔ تو وہ دوسرے وقت کا انتظار کریگی۔

سردار علی احمد جان

سردار علی احمد جان بھی جان بچا کر پشاور پہنچ گئے ہیں۔ گو انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ علاج کے لئے آئے ہیں۔ مگر جو لوگ حالات اور واقعات کو آنکھ بند کر کے مطالعہ نہیں کرتے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ جسمانی علالت نہیں ہے۔ بلکہ

کوئی اور بیماری ہے جو پشاور تک پہنچانے کا موجب ہوئی ہے

سردار علی احمد جان بھی جنرل نادر خان کی طرح ۱۹۱۹ء کے جنگ آزادی کا ایک ہیرو ہے۔ اور راولپنڈی میں جو معاہدہ برطانیہ سے ہوا۔ اس میں سردار علی احمد جان نے اپنی مدبری اور معاملہ فہمی کا جو ثبوت دیا ہے۔ وہ قابل عزت ہے۔ لیکن اس موقعہ پر جو کچھ سردار علی احمد جان سے ظہور میں آیا ہے وہ

یقیناً قابل افسوس ہے

میں ان واقعات پر تفصیلی تبصرہ نہیں کروں گا۔ اخبار بین حضرات خود جانتے ہیں۔ کہ جب تک وہ جلال آباد میں تھا۔ اور اسے اپنی پوزیشن کچھ بھی مضبوط نظر آتی تھی وہ اپنی شاہی کا اعلان کرنا چاہتا تھا اور تخت کابل کو حاصل کرنا اپنا نصب العین یقین کرتا تھا۔ لیکن جب اسے شکست ہو گئی اور جان بچانا مشکل ہو گیا اور اسے بھاگ کر پشاور آنا پڑا۔ تو اب امان اللہ خان سے وفاداری کا اظہار کرنا اور اس کی خاطر ہر چیز کو قربان کر دینے کا دعویٰ میری نظر میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را بود زیبے بخیری

سردار علی احمد جان پشاور سے قندھار کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دیکھنا چاہیئے کہ امان اللہ خاں انکی خدمات کی کیا قدر کرتے ہیں۔

قندھار کی حالت

قندھار کی حالت کے متعلق اگر ہم ان خبروں پر غور کریں جو مختلف ذرائع سے اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ تو ہم بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ ان خبروں کی بھی وہی حیثیت ہے۔ جو پشاور میں وضع کی ہوئی خبروں کی ہے۔ لیکن ان خبروں سے ہی یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ قندھار میں امان اللہ خاں کی پوزیشن محفوظ اور مضبوط نہیں ہے۔ چنانچہ قندھار سے مایوس ہو کر امان اللہ خاں قندھار سے جا رہے تھے۔ اور اپنا مرکز ہرات بنانا چاہتے تھے۔ اور جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ قندھار کو چھوڑ رہے ہیں۔ تو انہوں نے آپ کو مجبور کیا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک خود

امان اللہ خاں کو انکی وفاداری پر شبہ تھا

امان اللہ خاں کی شدھی

میں سابق (کنگ) امان اللہ خان کو استقلال افغانستان کی جنگ کا واجب الاحترام ہیرو سمجھتا ہوں۔ گو اس کے ساتھ مغربی رنگ میں رنگین ہونے میں اختلاف رکھتا ہوں۔ کہا جاتا ہے امان اللہ خان کی قندھار میں باقاعدہ شدھی ہوئی یعنی اس کے انگریزی لباس کو اتروا کر افغانی لباس پہنایا گیا۔ اور خرقہ شریف کے تبرکات کو بوسہ دلایا گیا۔ اور جب وہ ان مراسم سے گذر چکا۔ تو اس کے ساتھ اظہار وفاداری ہوا۔ اس وفاداری کی اصل قیمت کیا ہے۔ یہ سوال قابل غور ہے۔

قندھار جنگی نہیں تجارتی مقام ہے

قندھار کے باشندے سپاہی نہیں تاجر ہیں۔ یہ ایک واقعہ ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی حالت میں قندھار سے جنگی امداد کس قدر اور کس قسم کی مل سکتی ہے۔ اس کا اندازہ کرنا سردست صحیح نہیں۔ مجھے شبہ ہے۔ کہ فوجی تقویت کے لئے قندھار میں اس قدر موقعہ نہیں جس قدر ہرات میں ہے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ امان اللہ خان نے قندھار سے ہرات جانے کا عزم کر لیا تھا۔ اور اب بھی اس کے سوا چارہ نہ ہوگا۔ بہرحال اب رمضان ختم ہوتا ہے۔ اور

جدید حالات جلد رونما ہونیوالے ہیں

خدا کرے۔ کہ یہ تمام انقلاب افغانستان اور اسلام کے لئے بابرکت ہو۔ (باقی آئندہ عرفانی)

نہایت ضروری اعلان

مجلس مشاورت کا وقت بہت قریب آ چکا ہے۔ جماعتوں کو یہ معلوم ہے۔ کہ اس وقت وہ اپنی کارگذاری بھیجا کرتے ہیں۔ محکمہ تعلیم و تربیت کی سالانہ رپورٹیں ابھی تک آنی شروع نہیں ہوئیں اس اعلان کے ذریعہ میں جماعتوں کو فوری توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی رپورٹیں تیار کر کے جلد سے جلد مارچ کے پہلے ہفتہ میں میرے پاس بھیج دیں۔ نیز ہم نے اس سال ایک فارم احمدیہ گزٹ میں جو ۱۱ر مارچ کو شائع ہوگا شائع کیا ہے۔ احمدیہ گزٹ کے پہنچنے کے ساتھ ہی اس فارم کو پُر کر کے میرے دفتر میں بھیجدیا جاوے۔ اور اس میں کسی قسم کا تساہل نہ برتا جائے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کی جماعت کا نام ان جماعتوں کی فہرست میں درج ہو۔ جنہوں نے کوئی کام سال رواں میں نہیں کیا۔

(عبدالرحیم درد۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانند ہی شن

آریہ سماج کا بدنصیب لال

قدیم سے دنیا میں یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ شریر چشم لوگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے نبی سے معجزہ مانگا فرعون موسیٰؑ سے معجزہ کا طلبگار ہوا۔ لیکن اپنے ساحروں کے عجز سے اُس نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ عیسیٰؑ سے یہودیوں نے معجزہ چاہا۔ لیکن اس نے یہ کہکر کہ اس زمانے کے شریر لوگ معجزہ مانگتے ہیں لیکن انہیں سوائے یونسؑ نبی کے معجزہ کے کوئی معجزہ نہ دکھایا جائیگا۔ سو اس کے مطابق ابن آدم تین روز زمین کے پیٹ میں رہا۔ اور سلامت نکلا۔ لیکن یہودیوں کی تسلی نہ ہوئی۔ حضرت نبی کریم صلعم سے بھی مشرکوں نے معجزہ چاہا۔ اور آپؐ نے شق القمر کا سا معجزہ دکھا کر بتا دیا۔ کہ تمہاری تمام تہذیب اور جتھے اور حکومتیں اور معبود ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائینگے۔ یہ ایسا عظیم الشان معجزہ تھا۔ کہ تمام قوموں نے دیکھا۔ لیکن فائدہ بہت تھوڑوں نے اٹھایا۔ ایسا ہی آج جری اللہ فی حلل الانبیاء بروز محمدؐ مسیح موعود نبی اللہ سے سب قوموں عیسائیوں آریوں وغیرہ نے معجزے طلب کئے۔ جو انہیں دکھائے گئے۔ چنانچہ اس ماہ میں چھ مارچ کا دن انہیں معجزات کی یادگار میں سے ایک ہے۔ جو سرزمین پنجاب میں آریہ قوم کے لئے ظاہر ہوا۔ اور ہزاروں کی رستگاری کا موجب ہوا۔ آیندہ آنے والی نسلیں اپنی بے لاگ اور محققانہ نگاہوں سے اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔ اور اللہ تعالےٰ کے نشان کو اپنی تسکین کا موجب سمجھیں گی۔ اہل بصیرت غور کریں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ اپنے سچے رسولوں کی صداقت کا ایک یہ نشان فرماتا ہے۔ کہ وہ ہر مقابلہ کرنے والے پر غالب رہیں گے۔ اور جو لوگ شرارت میں حد سے زیادہ گذر جائیں گے۔ اور رحمانی نشانوں سے فائدہ نہ اٹھا کر ماموران الٰہی کی مخالفت بلکہ بیخ کنی اور دل آزاری کے درپے ہونگے۔ انہیں قہری نشانات دکھائے جائیں گے۔ اور اسی دنیا میں حق اور باطل میں مابہ الامتیاز قائم کیا جائے گا۔ تا دنیا حق اور باطل میں امتیاز کر سکے۔ اور ایسے لوگوں کا وجود جو اپنے آپ بوجہ شوخی اور بے باکی ہلاکت کے گڑھے میں گر چکے ہوں دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ اس دعوت کا نام اسلام نے مباہلہ رکھا ہے۔ اور یہ حق اور باطل کی شناخت کی آخری تدبیر ہے۔

پس اس سنت قدیمہ کے ماتحت اس زمانہ کے نبی پر بھی یہ وقت آیا۔ کہ اُن تمام شوخی اور شرارت سے دین اللہ پر استہزاء کرنے اور عوام کو حق سے محروم رکھنے والوں کو اس تلخ پیالہ کی طرف بلا لیا جائے۔ چنانچہ علاوہ دیگر اقوام کے آپ نے ویدک دھرم کے استہزاء کرنے والوں کو بھی اس امر کی دعوت دی۔ اور اعلان کیا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ صحیح نہیں اور تکذیب قرآن شریف کی جو آریہ صاحبان کرتے ہیں۔ اس کی تکذیب میں وہ کاذب ہیں۔ اگر ان کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ سچی ہے اور نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں۔ تو وہ مجھ سے مباہلہ کر لیں اور لکھا۔ کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ مرلی دھر مخاطب ہیں۔ جن سے بمقام ہوشیار پور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیون داس سیکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں۔ اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

ان صاحبان میں سے تو کوئی بھی میدان میں نہ آیا۔ لیکن بقول شخصے طویلے کی بلا بندر پر ایک غیر معروف علم سے بے بہرہ جو اپنی قساوت قلبی کے باعث شوخی اور بے باکی میں حد سے گذر چکا تھا اس پیالہ کی طرف لپکا اور اپنی نادانی سے دین اللہ پر ٹھٹھے اڑانے لگا۔ اس کا نام لیکھرام تھا۔ اخلاق چھوڑ معمولی خلق سے بھی خالی ہو کر پاکبازوں پر زبان طعن دراز کرنے میں تمام حدود انسانی سے آگے نکل گیا۔ اور اپنے خبث کو اچھالنے لگا۔ مذاہب میں تبادلہ خیال ہر زمانے اور ہر مذہب کے لوگوں میں ہوتا رہا ہے۔ لیکن مذہب کے نام پر بازاری گالیاں نکالنا اور بانیانِ مذاہب کو چور اور مکار کہنا شاید آریہ مسافروں کو ورثہ میں ملا ہے۔ چنانچہ "کلیاتِ آریہ مسافر" اس امر پر شاہد ہے۔ جس کے مطالعہ سے کوئی انسان جس نے ذرا بھی شرافت سے حصہ پایا ہو۔ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ کتاب کسی ایسے انسان کی تصنیف ہے۔ جس نے انسانی اخلاق فاضلہ سے کوئی حصہ نہیں پایا۔ چہ جائیکہ وہ مذہبی انسان کہلا سکے۔ یا اس میں کوئی روحانیت کا ذرہ بھی تسلیم کیا جا سکے۔

پس لیکھرام شوخی کی راہ سے آگے بڑھا اور مباہلہ جیسے تلخ پیالہ کو پینے پر مصر ہوا۔ اور ویدک دھرم کا وکیل بن کر نکلا۔ حالانکہ اس وقت بڑے بڑے ذی علم سماجسٹ پنجاب میں موجود تھے۔ چنانچہ اس نے اعلان کیا:۔

"چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلیدھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں۔ بنا بر آن اپنے آقا شاہ اور ان کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے مقولہ پر دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں۔ اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور۔"

اس کے بعد مباہلہ کی عبارت لکھی ہے۔ اور آخر میں بددیں الفاظ دعا کی ہے:۔

"اے پرمیشور ہم دونوں (مرزا صاحب اور پنڈت لیکھرام) میں سچا فیصلہ کر۔ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں پا سکتا۔"

(صفحہ ۵۸۲ و ۵۸۵ کلیات آریہ مسافر)

اور ساتھ ہی دن بدن شوخی اور چالاکی میں بڑھتا گیا۔ اور طرح طرح کے استہزا آمیز اشتہار اور تحریریں شائع کرنی شروع کیں۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے:۔

(۱) "جب خدا نے محمد صاحب کو معجزہ نہیں دیا اور نہ انہوں نے دکھلایا اور نہ دعویٰ کیا۔ تو غلام احمد کا دعویٰ نبوت و معجزہ الہامات و کرامات وغیرہ کا علانیہ کرنا کس قدر قرآن کے خلاف اور لاف و گزاف ہے۔ بلکہ اگر راست پوچھو تو دور از انصاف ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہ سب چالاکیاں مرزا صاحب کی حضرت بطن علیہا انار کے واسطے ہیں۔ نہ کوئی کرامات ہے نہ خوارق عادات ہے نہ الہامات ہیں۔ نہ آسمانی نشانات۔"

(۲) "انبیاء اگر نہ ہی اولیا ہی سہی۔ رسول نہ سہی الہامی ہی سہی کچھ ہو ہمیں تحقیق حق منظور ہے آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیجئے۔ اور اور کسی طرح صرفہ نہ کیجئے۔ انبیاء تو آپ نہیں ہیں (پنڈت کی جہالت ملاحظہ ہو۔ جمع اور واحد میں تمیز نہیں۔) مگر آپ قادیانی پیغمبر ضرور ہیں۔ سب سے اوّل آپ اپنی نسبت ثبوت دلوایئے اور نیک چال چلن اور خوش معاملگی کی تصدیق کرائیے۔ اگر نہیں تو آپ مشتے نمونہ از خروارے سب انبیاؤں کے مصداق ہیں۔ اور حرکات لایعنی میں طاق۔ ہم آپ کو ہی خاتم الانبیاء جانیں گے۔ اور مہر نبوت آپ ہی کی پشت پر مانیں گے۔

بیا مرزا رہا کن شر ساری
زصاف و دروبیش آر آنچہ داری"

(صفحہ ۴۳۶ کلیات آریہ مسافر)

پس جوں جوں کوئی الہام اس کے متعلق شائع کیا جاتا۔ پنڈت استہزا کرتا جاتا۔ اور جوں جوں وہ شوخی میں بڑھتا جاتا۔ وہ وقت قریب آتا جاتا کہ دنیا پر صداقت اسلام اور ویدک دھرم کی بطالت کھلے کھلے نشانوں سے ظاہر ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کی۔ جو الہامات پہلے ہو چکے تھے۔ ان کے پورا ہونے کے اوقات معلوم کرنے چاہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مزید الہامات ہوئے۔ تو آپ نے کھلے الفاظ میں شائع کیا:۔

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا۔"

اور اشتہار دیا:۔

"سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر اس شخص (لیکھرام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا۔ تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں۔ کہ مجھے گلے میں رسہ ڈالکر سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے۔ کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے۔ کہ اس شخص (لیکھرام) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں۔ جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ بایں شوخی و جرأت یہ شخص نہایت جاہل ہے۔ عربی سے ذرا مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں۔ بلکہ اس عاجز نے خاص اس مطلب کے لئے دعا کی۔ جس کا جواب یہ ملا۔ اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے۔ کاش وہ حقیقت کو سمجھتے۔ اور ان کے دل نرم ہوتے۔ اب میں اس خدائے عزوجل کے نام پر ختم کرتا ہوں۔ جس کے نام سے شروع کیا تھا۔ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمدٍ المصطفےٰ افضل الرسل وخیر الوریٰ سیدنا وسید کل من فی الارض والسماء۔

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان
۲۰ فروری ۱۸۹۳ء"

پھر اللہ تعالےٰ نے دن تک بتا دیا۔ اور آپ نے شائع کیا:۔

وبشرنی ربی وقال مبشراً
ستعرف یوم العید والعید اقرب

یعنی میرے خدا نے پیشگوئی کے پورا ہونے کی مجھے خوشخبری دی۔ اور خوشخبری دیکر کہا۔ کہ تو عید کے دن کو پہچانے گا۔ جبکہ نشان ظاہر ہوگا۔ اور عید کا دن نشان کے دن سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہوگا۔

لیکن مغرور پنڈت ان تمام خدائی باتوں پر استہزاء کرتا چلا گیا۔ اور خود نفس الہام پر مخول اڑایا۔ اور بطور استہزاء ایک پیشگوئی بنا کر بدیں الفاظ بالمقابل شائع کر کے لکھا۔ کہ:۔

"یہ محض خلاف ہے۔ کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی کیونکہ اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے سبب کبھی او تعالےٰ کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے۔ کسی وقت اور کسی مقرب یا خود او تعالےٰ سے آپ کا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر گذرا ہوا۔ تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہِ باری تعالےٰ میں جو عرض کرنا چاہا۔ تو ابھی غلام احمدؐ ہی میری زبان پر گذرا تھا کہ او تعالےٰ نے نہایت جلال سے فرمایا۔ کہ وہ شخص تو روزِ ازل میں مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے۔ اور زمانہ آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے۔ میں نے عرض کی۔ کہ بارِ خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ جو بندگانِ ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا ابھی اس کے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے۔ تین سال میں سزا دی جاویگی ..... میں نے عرض کی۔ کہ خداوندا اس نے اشتہار جاری کیا ہے۔ کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتلائی۔ جو باتیں وہ لکھتا ہے یا لکھے گا۔ اس کے برعکس ہوگا۔"

(صفحہ ۹۵ کلیات آریہ مسافر)

احباب اس دشمن اسلام کے الفاظ ملاحظہ فرماویں اللہ تعالےٰ کو او تعالےٰ لکھتا ہے۔ اور لفظ لفظ پر استہزا کرتا ہے۔ کیا کوئی عقلمند ایسے انسان کو مذہبی انسان کہہ سکتا ہے۔ پس وہ وقت قریب آگیا۔ جو آسمان سے اُس کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ اور وہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء کا دن تھا۔ جو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا دن تھا۔ اور اس دن خدائے قہار کا فرمودہ حرف بحرف پورا ہو گیا۔ سماج کا آخری سپاہی اسلام کے مقابلہ میں کام آیا۔ اور اپنی ہیبتناک موت سے جو غیب کے ہاتھ سے ہوئی قیامت تک دیدک دھرم کا باطل پر ہونا دنیا پر ثابت کر گیا۔

خدا تعالےٰ کے نوشتے پورے ہوئے۔ خدا کا دشمن اپنی بدزبانیوں اور شوخیوں کا شکار ہو گیا۔ اور اس کی زبان جو چھری کی طرح پاکوں کو گالیاں دینے میں چلتی تھی۔ چھری بن کر اس کے شکم میں گھس گئی۔ اور اس کا خاتمہ کر گئی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی ؎

پس یہ وہ نشان تھا جو ازل سے مقدر تھا۔ اور اس نے پورا ہونا تھا۔ جس میں قوموں کیلئے ایک نشان ہے۔ اور فکر کرنے والوں کے لئے ایک سبق۔ پس ہم اس نشان کو پیش کرتے ہوئے آج پھر دنیا کو اس سچے اور کامل خدا کی طرف بلاتے ہیں جو سچا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور کاذب صادق کی طرح کبھی اس کی حضور عزت نہیں پا سکتا۔ کیا کوئی سماج میں ہے۔ جو اس نشان آسمانی پر غور کرے۔ اور اپنے وکیل کے فیصلہ کو اپنی راہنمائی کے لئے مشعلِ راہ بنائے ؎

سن از ہمدرد یت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

(عبدالحکیم احمدی از رائے سینا دہلی)

غیر احمدی مشن

معراج شریف اور احمدی

معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اس سیر کو کہتے ہیں۔ جو رات کے وقت ملاء اعلیٰ کی طرف حضورؐ نے کی ؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہؓ کی رائے معراج کے بارے میں حضرمی کے صفحہ ۱۲۸ میں یوں درج ہے۔ "روی عن معاویۃ بن ابی سفیان ان الاسراء کان رویا صادقۃ رآھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وروی عن عائشۃ أن الاسراء انما کان بروحہ لان جسمہ لم یزل من مکانہ"

حضرت معاویہ ابن ابی سفیان سے روایت کی گئی ہے۔ کہ اسراء ایک رویا صادقہ تھی۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ اور حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ اسراء صرف آنحضرتؐ کی روح کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا جسم اپنے مکان سے علیحدہ نہیں ہوا ؎

اور حسن کہتے ہیں۔ کہ اس معراج کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس۔ کیا ہم نے اس رؤیا کو جو تجھے ہم نے دکھائی مگر لوگوں کیلئے آزمائش (صفحہ ۱۲۸ حضرمی)

حضرت معاویہؓ عرب کے چار عقلاء میں سے ایک تھے (تاریخ الخلفاء مصنفہ مولوی جلال الدین سیوطی) اور حضورؐ کے صحابی تھے۔ حضرت عائشہؓ ام المومنین آنحضرتؐ کے حالات کی سب لوگوں سے زیادہ واقف تھیں۔ اور آپؓ حضورؐ سے تمام واقعات پوچھتی رہتی تھیں۔ اگر معراج جیسا کہ عوام کا خیال ہے ویسا ہوتا۔ تو یہ ممکن نہ تھا کہ حضرت عائشہؓ یا حضرت معاویہؓ سے یہ بات مخفی رہتی۔

احمدیت جو حقیقی اسلام کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اس نے بھی حضرت عائشہ رضؓ کے عقیدہ سے اتفاق کیا ہے۔ اس لئے بعض حاسدین کا یہ افتراء کہ احمدی معراج کو نہیں مانتے سرتا پا غلط ہے۔ ہاں ایک احمدی اس مسئلہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے عقیدہ سے متفق ہے۔ اگر اس عقیدہ کی بنا پر کوئی معراج کا منکر کہلا سکتا ہے۔ اور اس پر ایسا فتویٰ دیا جا سکتا ہے تو کیا احمدیت سے بلاوجہ عداوت رکھنے والے حضرات یہی فتویٰ حضرت عائشہؓ پر بھی لگانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں تو پھر کس منہ سے احمدیوں کو معراج شریف کا منکر قرار دیا جاتا ہے۔ والسلام

(عبدالاحد مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امام مہدی اور سلف صالحین

(۲)

عموماً لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ مسیح اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ وجود ہونگے۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالےٰ دوبارہ باغ اسلام کو تروتازہ کریگا۔

حالانکہ ابن ماجہ کی صحیح حدیث میں حضورؐ فرما چکے ہیں کہ لا مھدی الا عیسیٰ۔ کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہوگا۔

میں اس وقت احادیث پر بحث نہیں کرنا چاہتا صرف سلف صالحین کے دو قول اس مسئلہ کے متعلق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جن سے آپ پر واضح ہو جائیگا۔ کہ پہلے بزرگوں کا اس مسئلہ میں کیا خیال تھا۔

تاریخ الخلفاء مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کے صفحہ ۱۶۱ و صفحہ ۱۶۲ پر مندرجہ ذیل دو روائتیں مذکور ہیں" قال وھب ابن منبہ ان کان فی ھذہ الامۃ مھدی فھو عمر بن عبدالعزیز وقال الحسن ان کان مھدی فعمر بن عبدالعزیز والا فلا مھدی الا عیسیٰ بن مریم" وہب ابن منبہ نے کہا۔ اگر اس امت میں کوئی مہدی ہے تو عمر بن عبدالعزیز ہے۔ اور حسن نے کہا۔ اگر کوئی مہدی ہے۔ تو وہ عمر بن عبدالعزیز ہے۔ ورنہ اور کوئی مہدی نہیں سوا عیسیٰ ابن مریم کے۔

اگر واقعہ میں مسیح اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ وجود ہوتے۔ تو وہب ابن منبہ اور حسن یہ نہ کہتے ان کا یہ کہنا اسی امر پر دال ہے۔ کہ امت محمدیہ میں مہدی موعود صرف مسیح ابن مریم ہی ہے۔

اور جو لوگ یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ مسیح کے ساتھ مہدی کا ہونا جو مسیح سے الگ وجود رکھتا ہو۔ ضروری ہے۔ ان ہر دو اقوال سے ان کی بھی تردید ہوتی ہے۔

مسیح ابن مریم موعود تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قریۂ قادیان سے ظہور فرما چکا اور حقیقی اسلام کی طرف رہنمائی کرنے کی وجہ سے وہ مہدی کہلایا۔ اور عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید اور ان کو صحیح مذہب کی رہنمائی کرنے کے باعث ابن مریم کہلایا۔

تو ہم کن چنیں ابن مریم توئی

خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اس کے ماننے اور امام وقت کے پہچاننے کی توفیق عطا ہو!

(عبدالاحد مولوی فاضل)

ہمارا نبی

(گذشتہ سے پیوستہ)

چھوٹی بڑی جنگیں

سوال نمبر ۶۹:۔ کل کس قدر جنگیں اسلام کے خلاف لڑی گئیں۔ ان میں سے باقاعدہ لڑائیاں کس قدر ہیں۔ اور معمولی کس قدر؟ باقاعدہ لڑائیوں میں سے مشہور کون سی ہیں؟

جواب:۔ کل بیاسی چھوٹی بڑی جنگیں اسلام کے خلاف لڑی گئیں۔ جن میں سے اٹھائیس غزوات یعنی باقاعدہ لڑائیاں ہیں۔ اور چون ایسی ہیں۔ جن میں دشمن کی پڑتال کے لئے چند آدمیوں کے دستے بھیجے جاتے رہے تھے۔ غزوات میں سے ۵ جنگ مشہور ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ بدر۔ احد احزاب۔ مکہ اور حنین۔

سوال نمبر ۷۰:۔ بدر کا جنگ کب ہوا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کی تعداد کتنی تھی۔ نتیجہ کیا ہوا؟

جواب:۔ بدر کا جنگ ۵۵ سنہ ولادت ۱۵ سنہ نبوی اور ۶۲۴ء میں ہوا۔ ابھی رسول کریم صلعم کو مدینہ میں تشریف لے گئے ہوئے قریباً دو سال ہوئے تھے۔ کہ کفار مکہ ایک ہزار لشکر لے کر پونے دو سو میل کا فاصلہ طے کر کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے بدر کے مقام پر پہنچے۔ یہ مقام مدینہ سے مکہ کی طرف ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

جمعیت دشمن

سپاہی ایک ہزار۔ گھوڑے یکصد۔ اونٹ سات سو

جمعیت مسلمانوں کی

سپاہی تین صد۔ گھوڑے دو۔ اونٹ ستر۔

کمی مسلمانوں کے لشکر میں

سپاہی ۷۰۰۔ گھوڑے ۹۸۔ اونٹ ۶۳۰

اللہ اکبر! جب میدان کارزار گرم ہوا۔ دونو طرف سے لوگ اپنے اپنے جوہر دکھانے لگے۔ جبکہ فوجیں ہتھیاروں سے کام لے رہی تھیں۔ اس وقت آنحضرت صلعم ایک جھونپڑے میں خداوند تعالےٰ کے حضور میں مصروف دعا تھے اور الفاظ ذیل فرما رہے تھے "اے خدا اگر یہ ایمان والی جماعت مٹ گئی۔ تو تو زمین پر قیامت تک نہ پوجا جائے گا۔ اپنا وعدہ پورا کر" کبھی سجدہ میں گرتے کبھی اٹھتے اور پھر سجدہ میں گر جاتے۔ محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کندھے کی چادر اتر اتر جاتی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور جھونپڑے سے باہر تشریف لائے۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمانے لگے۔ "ابشر یا ابی بکر فقد اتی نصر اللہ" خوش ہو جاؤ اے ابوبکر خدائی مدد آپہنچی۔ چنانچہ نتیجہ وہی ہوا۔ جس کی خبر حضورؐ پہلے دے چکے تھے۔ بڑے بڑے سرداران قریش مارے گئے۔ اور کفار کی فوج پسپا ہو گئی۔

سوال نمبر ۷۱:۔ جنگ بدر کے اگلے سال کون سا جنگ ہوا۔ اس میں طرفین کی فوج کس کس قدر تھی؟

جواب:۔ ۶۲۴ء میں جنگ بدر کے موقعہ پر جو ذلت اور شکست کفار مکہ کو ہوئی تھی۔ اس سے ان کے دل میں بدلہ لینے کے جذبات بھڑک اٹھے۔ چنانچہ ۶۲۵ء میں مقام احد پر جو مدینہ سے تین میل جانب شمال واقعہ ہے کفار مکہ نے تین ہزار فوج جرار لیکر جنگ کا محاذ قائم کر دیا۔ آنحضرت صلعم کے ہمراہ محض سات سو مسلمان تھے۔ یعنی ایک چوتھائی سے کم تھے۔ (باقی دارد)

(خاکسار عبدالمجید خاں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کا مؤذن

بلالؓ ابن رباح

مکہ کا ریتلا میدان ہے۔ سورج اپنی پوری حدت سے چمک رہا ہے۔ اور ہر ذی روح کو اپنی نظر عنایت کا نشانہ بنائے ہوئے ہے۔ بادِ سموم کے جھونکے چل رہے ہیں۔ زمین پر آگ برس رہی ہے۔ ریت کے ذرے آفتاب کے ہم پلہ ہو رہے ہیں۔ ٹیلے انگاروں کی طرح آتش ہو رہے ہیں۔ زمین شدت تپش سے لرز رہی ہے ؛

اس وقت ایک شخص اس دھکتی ہوئی زمین پر لایا گیا۔ اس کے کپڑے اتار کر اس کو برہنہ کر دیا گیا۔ اور اس آتش روز زمین پر جس کی تپش ناقابلِ برداشت اور جس پر پاؤں رکھنا دشوار ہو رہا ہے۔ اس کو لٹا دیا گیا۔ اس کے سینے پر بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے گئے۔ اسی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ اس کو رسّی سے باندھ کر زمین پر گھسیٹا گیا۔ جس سے اس کا تمام جسم لہولہان ہو گیا ؛

یہ مصیبت زدہ شخص کون ہے۔ اس کو یہ سزا جس سے کہ دیکھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور جسم میں سنسنی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیوں دی جاتی ہے۔ اس نے کون سے بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو یہ ناگفتہ بہ سزا دی جاتی ہے۔ اُف یہ سزا جس سے موت کہیں بہتر ہے۔ اس کو کس قصور میں دی جاتی ہے ؛

ناظرین! یہ شخص بلالؓ بن رباح ہے۔ جو کہ امیہ بن خلف کا غلام ہے۔ اس کا قصور جس کی وجہ سے اس کو یہ بدترین اذیت دی جاتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس نے بت پرستی کو چھوڑ دیا ہے۔ لات و عزّیٰ کی پرستش سے بیزار ہو کر خدائے واحد پر ایمان لے آیا ہے۔ اور اس کے برگزیدہ سید الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہے۔ محمد مصطفےٰ صلعم کو قبول کر لیا ہے۔

یہی وہ سبب ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو دوپہر کے وقت تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر اس کے سینے پر بڑے بڑے گرم پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ محمد سے علیحدہ ہو۔ ورنہ اسی طرح مار دیا جاویگا۔ لیکن وہ صداقت کا متلاشی جس نے صداقت کو پا لیا ہے اور خدا تعالےٰ کے نور اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود کو دیکھ لیا ہے۔ اور جو اسلام کی سچائی اور صداقت پر نشانات اور تائیدات کو اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر چکا ہے۔ وہ ان اذیتوں کی مطلق پرواہ نہیں کرتا۔ اور باوجود اس قدر شدت مصیبت کے بھی اپنی زبان سے "احدٌ" "احدٌ" کہ اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے کہتا جاتا ہے ؛

پس یہ ہے وہ صبر جو اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عطا کیا ہے۔ اور یہ ہے وہ ایثار جو اس نے اپنے متبعین کو دیا۔ اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ ؛

(ملک عبداللہ خاں جامعہ احمدیہ۔ قادیان)

(بقیہ صـ۳)

برسہا برس سے آویزاں تھا۔ اور جہاں نہ صرف محلہ دارالفضل ہی کو آرام تھا۔ بلکہ ساتھ ہی اسٹیشن اور محلہ دارالبرکات اور دوسرے ایک دو قریب کے گاؤں کو اور ساتھ ایک حصہ دارالعلوم کو بھی آرام تھا محض فاروق کی خصومت کی وجہ سے وہاں سے بالکل اٹھا دیا۔ جو نہایت خفیف الحرکتی تھی۔ اس پر مزید کارروائی جو سخت قابل اعتراض ہے یہ ہوئی۔ کہ سلکھن سنگھ جب لیٹر بکس اتار رہا تھا تو ایڈیٹر فاروق کو چھیڑنے کی خاطر کہنے لگا۔ تو آپ کی شکایات کا یہ پہلا جواب ہے کہ اب یہاں لیٹر بکس نہیں رہیگا۔ اور بعض ایسے الفاظ اور بھی کہے۔ جن سے فساد کا ہونا یقینی امر تھا۔ دراصل یہ سب کچھ ہماری جماعت کی تہذیب اور متانت اور سنجیدگی کی وجہ سے ڈاک خانہ کو جرأت ہو رہی ہے۔ ورنہ ڈاک خانہ والوں نے اشتعال انگیزی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

تیسری مثال اسی سردار سلکھن سنگھ کی ملاحظہ فرمایئے کہ دفتر فاروق کا ملازم لڑکا ۷ مارچ کو جو چند وی پی فاروق کے لے کر گیا۔ تو ان کو واپس کر کے اس کے ہاتھ سردار صاحب نے ایڈیٹر فاروق کو یہ پیغام بھیجا۔ کہ ان کو کہو۔ کہ لاہور سے پوسٹ ماسٹر جنرل نے حکم بھیجا ہے۔ کہ ایڈیٹر فاروق کو ڈھائی سو روپیہ دیکر معافی مانگ کر راضی کر لیا جائے۔ لہذا ایڈیٹر صاحب کو کہدینا۔ کہ ایک چٹھی تیار کرالیں۔ تاکہ اسمیں وہ روپیہ ڈال کر ان کو دیا جائے۔ اور معافی مانگی جائے۔ ایسی آزاردہ باتیں سب پوسٹماسٹر کی موجودگی میں ہنس ہنس کر کہلا بھیجنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سٹاف ڈاک خانہ کا رویہ نہایت فساد انگیز ہنٹک آمیز ہے۔ ساتھ ہی سردار سلکھن صاحب نے بموجودگی سب پوسٹ ماسٹر قادیان کہا۔ کہ میں تو تین سال کے لئے معاہدہ کر کے قادیان ڈاک خانہ میں بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ اس عرصہ میں ڈاک خانہ کے سارے موچے فتح کروں۔ چنانچہ اخبارات کی سارٹ کا مورچہ تو فتح کر دیا۔ جس کی خوشنودی کے صلہ میں اب مجھ کو وی پی کلرک کی جگہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے لگا دیا ہے۔ تاکہ اس مورچہ کو بھی فتح کروں۔ اس لئے میں روزانہ اس کی فتح میں لگا ہوا ہوں۔ اور عنقریب یہ بھی فتح ہو جائیگا۔ پس تین سال کے اندر تجھ کو یہاں سے تبدیل کرنے والا کوئی نہیں۔ ایسے نامعقول اور فضول طریقوں سے سٹاف ڈاک خانہ کا احمدیہ پبلک کے ساتھ پیش آنا اور دلیرانہ ایسی باتیں بیان کرنا ان سے افسران بالا کو بدنام کر کے پبلک کو ان سے بدظن کرنا مقصود ہے اور کوئی نتیجہ نہیں۔ اس لئے ہم نہایت ادب سے ڈائرکٹر جنرل بہادر ڈاک خانہ جات انڈیا کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں۔ کہ پبلک کی شکایات کو سن کر مشکوری کا موقعہ بخشیں ؛

(باقی آئندہ)

حیرت میں ڈالنے والے جرمنی کے بیظیر تحفے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں۔ سرہانوں کے غلاف۔ غالیچے۔ شال۔ چادریں دوپٹے۔ سوٹ۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم سرد اور ریشمی کپڑوں پر۔ اون۔ ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں۔ ترکیب نہایت ہی آسان ہے۔ غریب لڑکیوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کیلئے روزگار کا ذریعہ اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی مشین صرف چار روپیہ

علاوہ خرچ ڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائنسدانوں نے حال میں ایجاد کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ آدھ منٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ۔ بچہ زندگی یا مادہ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار۔ امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی بات آلہ قبل از وقت بتائیگا۔

قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب دو روپے

علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو ہینڈ کیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے۔ عورت مرد۔ جانور۔ درخت مکان گرجا۔ مسجد۔ مندر۔ ریل۔ ہوائی جہاز وغیرہ چلتے پھرتے۔ اڑتے اور بیٹھے ہونے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کیلئے کم از کم ایک ضرور منگائیں۔ ہر کیمرہ کے ساتھ مکمل پرچہ ترکیب۔ تصویر اتارنے کے لئے پلیٹ دھونے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی مفت روانہ ہوتا ہے۔ ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملیگی۔

قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ صرف پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

طلسمی لالٹین

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جاکر پیسے بگاڑنے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے۔ اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھ لیجئے۔ غریب لوگ اس کو منگا کر تماشا دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور امیروں کے لئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل اور تماشا ہے۔

قیمت فی عدد معہ مکمل سامان صرف پندرہ روپیہ دو عدد فلم پندرہ روپے۔

علاوہ خرچ ڈاک

"اصلی اور سستی عینکیں"

اگر دور کی نظر کمزور ہے یا نزدیک کا کام کرنے لکھنے پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو اس کا علاج عینک لگانا ہے۔ آپ عینک لگائیں۔ تو تمام تکالیف دور ہو جائینگی۔ اور نظر درست ہو جائیگی۔ علاوہ ازیں آنکھوں کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے عینکیں ہم سے مل سکتی ہیں۔ ہمارے ہاں اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی عینکیں ہیں۔ جو طلب کرنے پر بازار کی نسبت ارزاں قیمت پر بھیجی جاتی ہیں۔ اسی کا نام رعایت ہے۔ کہ چیز اعلیٰ ہو اور قیمت بازار کی نسبت کم ہو۔ فائدہ اٹھانے کا زریں موقعہ ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمن (احمدی) فزیشن سرجن
اینڈ اوپٹیشن ہوگا (پنجاب)

بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں اور روزی کمانے کے لئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو آیئے ہم آپ کو ملازمت سے نجات حاصل کرنیکا ایک نسخہ بتلاتے ہیں آپ ایک روپیہ خرچ کر کے نوسر بختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور جھاگ دینے والا ہوگا بنانا گھر بیٹھے سیکھ لیں۔ یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو روپے نفع کما سکتے ہیں۔ ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا مفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں گھر میں تیار کر لیا کریں۔ اور بازار کے گراں اور غیر مفید صابن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اجرت وصولی کرنے کے لئے ہم نے فیس نہایت معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کے لئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں اور اس کو منگائیں اور گھر بیٹھے دو روپیہ نفع کمائیں۔

مہتمم احمدیہ دواخانہ قادیان (پنجاب)

المشتہر مینجر یونین ٹریڈنگ ایجنسی (انڈیا آفس) پوسٹ بکس ۹۷ لاہور